بسمہ سبحانہ وبذکرولیہ

روزے کے سلسلے میں چند روایات

میر مراد علی خان

اہلسنت کی کتابوں میں کئی ایسی عجیب وغریب روایتیں ملتی ہیں جن کو عقل سمجھنے سے قاصر ہیں۔ مثلاً۔

حدثنا مسدد حدثنا معتمر قال سمعت إسحاق عن عبد الرحمن بن أبي بكرة عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم وحدثني مسدد حدثنا معتمر عن خالد الحذاء قال أخبرني عبد الرحمن بن أبي بكرة عن أبيه رضى الله تعالى عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال شهران لا ينقصان شهرا عيد رمضان وذو الحجة

عبدالرحمٰن بن اَبی بکرہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسولؐ اللہ ﷺ وآلہ نے عید کے دونوں مہینے ناقص نہیں ہوتے (تیس دن سے کم)۔ایک ماہ رمضان اور دوسرا ماہ ذی الحجہ۔ درمنثور ج ۱ ص ۴۴۴؛ تفسیر بغوی ج ۴ ص ۵۰۳؛ بخاری باب شهرا عيد ج ۲ ص ۶۷۵؛ مسلم باب معنى قوله رسول ج ۲ ص ۷۶۶؛ ابی داؤد ج ۲ ص ۲۹۷، کنز العمال ج ۸ ص ۲۱۷ اور ۲۲۸، سلسلہ ۲۳۶۸۴ اور سلسلہ ۲۳۷۸۴۔

لا يكون رمضان و لا ذو الحجه ابدا الا ثلاثين: یعنی ماہ رمضان اور ذی الحجہ ہمیشہ تیس دن ہی کے ہوں گے اس سے کم نہیں ہو سکتے۔ فتح الباری ج ۷ ص ۲۵۰۔

دو مہینے متواتر مکمل (۶۰) نہیں ہوتے: لا يتم شهران ستين يوما۔ یعنی کوئی دو مہینے متواتر ۶۰ دن نہیں ہوتے (ایک ۲۹ کا ہونا چاہئے اور دوسرا ۳۰ کا)۔ المعجم الکبیر طبرانی ج ۷ ص ۱۸۵ سلسہ ۶۷۸۳؛ کنز العمال ج ۸ ص ۲۲۸ سلسلہ ۲۳۷۸۵۔ فتح الباری ج ۴ ص ۱۲۶۔

کوئی ماہ حرام (یعنی حرمت والے مہینے) ۳۰ دن سے کم نہیں ہوتے: كل شهر حرام لا ينقص ثلثين يوما ثلثين ليلة: ماہ حرام (ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب) تیس دن اور ۳۰ راتوں سے کم نہیں ہوتے۔ کنز العمال ج ۸ ص ۲۲۸ سلسلہ ۲۳۷۸۷؛ مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۴۷؛ فتح الباری ج ۴ ص ۱۳۶؛ عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۱۰ ص ۲۸۵۔

حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ کے روزے: اس حدیث پر بھی غور فرمائے: حدثنا عبد الله حدثني أبى ثنا كثير بن هشام قال ثنا جعفر بن برقان قال ثنا الزهري عن عروة عن عائشة قالت كنت أنا وحفصة صائمتين فعرض لنا طعام اشتهيناه فأكلنا منه فجاء النبي صلى الله عليه وسلم فبدرتني إليه حفصة وكانت بنت أبيها قالت يا رسول الله انا كنا صائمتين اليوم فعرض لنا طعام اشتهيناه فأكلنا منه فقال اقضيا يوما آخر ۔ یعنی فرماتی ہیں حضرت عائشہ کہ میں اور حفصہ روزے سے تھے تو ایک کھانا سامنے آیا جس کی ہم دونوں کو خواہش ہوئی بس فوراً ہم دونوں لپکے اور وہ کھانا روزے میں کھالیا۔ جب آنحضرت ﷺ وآلہ کو خبر ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کے عوض دوسرا رکھنا ہوگا۔ (اگر مستحب روزہ ہوتا تو آپؐ دوسرا روزہ رکھنے کی تاکید نہ کرتے۔)۔ کنز العمال ج ۸ ص ۲۲۹ اور سلسلہ ۲۳۸۰۶ اور ۲۳۸۰۷؛ مسند احمد بن حنبل ج ۶ ص ۲۶۳ سلسلہ ۲۶۳۱۰؛ ترمذی ج ۳ ص ۱۱۲ سنن النسائی ج ۲ ص ۲۴۷؛ البیھقی ج ۴ ص ۲۸۰۔

خمس يفطرن الصائم و ينقضن الوضوء ، الكذب، والغيبة، والنميمة، والنظر بشهوة ، واليمين الكاذبة۔ پانچ کام کرنے سے روزہ اور وضو ٹوٹ جاتا ہے، جھوٹ بولنے سے، غیبت کرنے سے، چغلی کھانے سے، شہوت سے نگاہ کرنے پر، اور جھوٹی قسم کھانے پر۔ کنز العمال ج ۸ ص ۲۳۰ سلسلہ ۲۳۸۲۰۔ روزہ ٹوٹ جانا تو ٹھیک ہے کیا وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے؟۔

جمعہ کا روزہ:

فرمایا(معاذ اللہ) رسول اللہ ﷺ وآلہ نے لا تصوموا يوم الجمعة وحده ۔یعنی جمعہ کے دن روزہ مت رکھو۔لا تختص ليلة الجمعة الصلواة ولا يومها الصيام ۔یعنی جمعہ کی رات میں نماز پڑھنے اور اُس کے دن میں روزہ رکھنے کی خصوصیت نہ برتو۔ لا تصم يوم الجمعة الا فی ايام هوا احدهما یعنی جمعہ کے دن روزہ نہ رکھو سوا اُس جمعہ کے جو ماہ صیام میں پڑے۔یہ سب احادیث مستدرک الصحيحين ج ۳ ص ۴۰۷ سلسلہ ۶۵۵۷؛ صحیح ابن حبان ج ۸ ص ۳۷۵ سلسلہ ۳۶۱۰؛ معجم الکبیر طبرانی ض ۲ ص ۲۸۱ سلسلہ ۲۱۷۳؛ مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۲۸۸ سلسلہ ۲۶۱۵ اور ج ۲ ص ۴۵۸۔

یہ روایت بھی عجیب ہے بلغ عمر ان قوما رأوا الهلال بعد زوال الشمس فا فطرنا وافكتب اليهم فقال اذا رأيتم الهلال بعد زوال الشمس لتمام ثلثين فافطروا و او اذا رأأتموه بعد زوال الشمس فلا تفطروا۔ یعنی حضرت عمر کو معلوم ہوا کہ کچھ لوگ ماہ رمضان کی ۳۰ تاریخ کو دوپہر کے بعد یعنی زوالِ افتاب کے بعد چاند دیکھا تو روزہ کھولدیا۔ اس پر آپ نے حکم جاری کیا کہ جب تم ماہ رمضان کی ۳۰ تاریخ کو دوپہر سے پہلے چاند دیکھو تو روزہ کھول دینا اور اگر دوپہر کے بعد چاند دیکھو تو روزہ نہ کھولنا بلکہ تمام کرنا۔اس حدیث کا ذکر کئی کتابوں میں ہے اختصار کے لئے۔کنز العمال ج ۸ ص ۲۱۷۱ سلسلہ ۲۴۳۰۰ اور ۲۴۳۰۳۔کیا کوئی یہ بتلا سکتا ہے کہ ابتدائے عالم سے اس وقت تک کبھی بھی نیا چاند دوپہر سے پہلے نظر آیا؟۔

شب قدر کے بارے میں:

مسلمات اسلام میں سے ہے اور کتب فریقین اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ شبِ قدر ۲۳ ماہ مبارک رمضان ہی کی تاریخ ہے۔چنانچہ علامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر سورہ القدر کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

شهر رمضان الذى أنزل فيه القرآن { وقال} :إنا أنزلناه فى ليلة القدر { فوجب أن تكون ليلة القدر في رمضان لئلا يلزم التناقص وعلى هذا القول اختلفوا في تعيينها على ثمانية أقوال: کہ شب قدر کی تعیین میں ۸ اختلاف ہیں۔

،وعن أنس مرفوعا التاسعة عشرة، :انس بن مالک سے مروی ہے کہ شب قدر ۱۹ ماہ مبارک رمضان ہے۔

وقال محمد بن إسحق :الحادية والعشرون .وعن ابن عباس الثالثة والعشرون:محمد ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ماہ رمضان مبارک کی اکیسویں اور ابن عباس فرماتے ہیں کہ ۲۳ ماہ مبارک رمضان۔

وأخرج ابن سعد ومحمد بن نصر وابن جرير عن عبد الرحمن بن عسلة الصنابحي رضي الله عنه قال : فسألت بلالا رضي الله عنه عن ليلة القدر فقال : ليلة ثلاث وعشرين الدر المنثور ج ٦ ص ۳۷۳ ۔ابن سعد کہتے ہیں کہ بلالؓ سے شب قدر کے بارے میں پوچھا تو اُنہوں نے کہا ۲۳ ماہ مبارک رمضان۔

وأخرج مالك وابن سعد وابن أبي شيبة وأحمد ومسلم وابن زنجويه والطحاوي والبيهقي عن عبد الله بن أنيس أنه سئل عن ليلة القدر فقال : سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول : " التمسوها الليلة وتلك الليلة وليلة ثلاث وعشرين " .

وأخرج مالك والبيهقي عن أبي النضر مولى عمر بن عبد الله بن أنس الجهني قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم : يا رسول الله إني رجل شاسع الدار فمرني بليلة أنزلها . فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " أنزل ليلة ثلاث وعشرين من رمضان " .

الجهنى سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ وآلہ سے خواہش ظاہر کی کہ میں دور دراز کا رہنے والا ہوں مجھے کسی ایسی مبارک شب میں آنے کا حکم دیں کہ میں اُس میں عبادت کرسکوں۔آپؐ نے فرمایا کہ ماہ مبارک رمضان کی ۲۳ رات کو۔الدر المنثور ج ٦ ص ۳۷۳

وأخرج مالک والبيهقي عن أبي النضر مولى عمر بن عبد الله بن أنس الجهني قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم: يا رسول الله إني رجل شاسع الدار فمرني بليلة أنزلها. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "أنزل ليلة ثلاث وعشرين من رمضان".

اس کودوسرے راوی نے بھی ایسا ہی نقل کیا ہے۔

مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ وآلہ سے خواہش ظاہر کی کہ میں دور دراز کا رہنے والا ہوں مجھے کسی ایسی مبارک شب میں آنے کا حکم دیں کہ میں اُس میں عبادت کرسکوں۔ آپؐ فرمایا کہ ماہ مبارک رمضان کی ۲۳ رات کو۔ الدر المنثور ج۶ ص ۳۷۳

وأخرج البيهقي عن الزهري قال: قلت لضمرة بن عبد الله بن أنيس، ما قال النبي صلى الله عليه وسلم لأبيک ليلة القدر؟ قال: كان أبي صاحب بادية، قال: فقلت يا رسول الله مرني بليلة أنزل فيها؟ قال: "أنزل ليلة ثلاث وعشرين".

عن ابراهيم قال كانت عائشة ترى ليلة القدر ثلاث وعشرون۔

حضرت عائشہ کی یہ رائے ہے کہ شب قدر ۲۳ تاریخ ماہ مبارک ہے۔ کنز العمال ج ۸ص ۶۳۴ سلسلہ ۲۴۴۹۲

عن عبد الله بن انيس ان رسول الله قال ارائيت ليلة القدر ثم انسيتها واراني صبيحتها اسجد في مائو طين فمطرنا ليلة ثلاث وعشرين فصلى بنا رسول الله وانصرف وان اثر الماء والطين على جبهته وانفه و كان عبد الله بن انيس يقول هي ليلة ثلاث و عشرين-

عبداللہ بن انیس سے ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ وآلہ نظر آئے ایک صبح کہ آپؐ پیشانی پر مٹی اور کیچڑ نمایاں تھا اور ۲۳ رات تھی۔ کنز العمال ج ۸ص ۶۳۴ سلسلہ ۲۴۴۸۹

مسافراور روزہ:

قال رسول اللہ ﷺ ليس من البر الصيام في سفر۔ فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ نے سفر میں روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔ ابن ماجہ ج ۱ ص ۵۳۲؛ نسائی ج ۴ ص ۱۷۵؛ کنز العمال ج ۸ ص ۵۰۲۔

حدثني محمد بن المثنى حدثنا عبد الوهاب يعني بن عبد المجيد حدثنا جعفر عن أبيه عن جابر بن عبد الله رضى الله تعالى عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج عام الفتح إلى مكة في رمضان فصام حتى بلغ كراع الغميم فصام الناس ثم دعا بقدح من ماء فرفعه حتى نظر الناس إليه ثم شرب فقيل له بعد ذلک إن بعض الناس قد صام فقال أولئک العصاة أولئک العصاة

حضرت جابر ابن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ جس سال مکہ فتح ہوا ماہ رمضان میں بحالت صوم حضرت رسول اللہ ﷺ وآلہ نے مکہ کا سفر کیا یہاں تک کہ آپؐ کراع الغميم تک پہونچے۔ آپؐ کے ساتھ جو بھی صحابہ تھے وہ سب روزے سے تھے۔ جیسے ہی اس مقام پر پہنچے آپؐ نے ایک کٹورا پانی کا منگایا اور اُس کو اتنا اُنچا کیا کہ سب لوگوں نے اُس کو دیکھا۔ پھر آپؐ نے وہ پانی نوش فرمایا۔ کچھ لوگوں نے عرض کیا کہ بعض اصحاب اب بھی روزے سے ہیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ وہ سب گنہگار اور نافرمان ہیں۔ صحیح مسلم جواز الصوم ج ۳ ص ۱۴۱۔

الصيام في السفر كالا فطار في الحضر و قال الصائم في السفر كالمفطر في الحضر۔ سفر میں روزہ رکھنا ایسا ہی باطل جیسے بغیر سفر کے روزہ نہ رکھنا اور سفر میں روزہ رکھنے والا ایسا ہے جیسے بغیر سفر رمضان میں کھانا۔ سنن نسائی ج ۴ ص ۱۷۷۔ عربی۔

وقت افطار :عن حمید بن عبد الرحمن ان عمر بن خطاب و عثمان بن عفان کان یصلیان المغرب حین ینظر ان اللیل الاسود قبل ان یفطر ثم یفطران بعد الصلواۃ و ذلک فی رمضان۔ موطاء امام مالک۔ حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ کہتے ہیں کہ ماہ رمضان میں حضرت عمر اور حضرت عثمان کا معمول تھا کہ جب رات کی سیاہی دیکھ لیتے تو پہلے نماز مغرب ادا کرتے اور بعد نماز مغرب روزہ کا افطار کرتے۔ موطاء امام مالک ج ۱ ص ۲۸۹؛ کتاب الأم امام شافعی ج ۲ ص ۱۰۶؛ المجموع محی الدین النووی ج ۶ ص ۳۶۱؛ کتاب المسند امام شافعی ص ۱۰۴؛ السنن الکبری البیھقی ج ۱ ص ۴۴۸، ج ۴ ص ۲۳۸؛ مسند الشامیین الطبرانی ج ۴ ص ۱۸۶۔ کنز العمال ج ۸ ص ۶۱۲ سلسلہ ۲۴۳۹۰؛ طبقات ابن سعد ج ۵ ص ۵۴ حالات حمیدبن عبد الرحمن ابن عوف۔

نماز میں سلام پھیرنا: نماز میں داہنے بائیں مڑنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔ إیاکم والإ لتفات فی الصلاۃ ، فانھا ھلکۃ خبردار نماز میں داہنے بائیں نہ مڑیں اس سے نماز ہلاک ہوجاتی ہے۔ (باطل ہوجاتی ہے) کنز العمال ج ۷ ص ۱۴۴ سلسلہ ۱۹۹۷۶۔ إن الضحاک فی الصلواۃ والملتفت والمقعع بمنزلۃ واحدہ۔ یعنی جو لوگ نماز میں ہنستے ہیں اور جو لوگ اپنے ہتیار کھڑ کھڑاتے ہیں ارجو داہنے بائیں مڑ جاتے ہیں وہ سب ایک حکم میں ہیں (کہ سب نماز کو باطل کر دیتے ہیں)

لا تلتفوا فی صلاتکم فانہ لا صلواۃ للملتفت۔ تم لوگ اپنی نماز میں داہنے بائیں نہ مڑا کرو۔ جو داہنے بائیں مڑ جاتے ہیں اُن کی نماز ہی نہیں۔

عن عائشۃ قالت سالت رسول اللہ عن الالتفات فی الصلواۃ فقال اختلاس یختسلہ الشیطان من صلواۃ العبد متفق علیہ: روایت ہے کہ حضرت عائشہ نے کہا کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ وآلہ سے پوچھا کہ نماز میں اِدھر اور اُدھر دیکھنے کے بارے میں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا وہ اُچک لینا ہے شیطان کا۔ یہ عمل شیطانی ہے۔

مذکورہ احادیث سے یہ ثابت ہوا کہ نماز کے ختم ہونے سے قبل سلام میں داہنے اور بائیں مڑنے سے نماز باطل ہوجاتی ہے۔

حضرت رسول اکرم ﷺ وآلہ نے جو نماز کا اور وضو کا طریقہ بتلایا اور وہ کئی اہل سنت کی معتبر کتابوں میں موجود ہے اُن میں بالخصوص وضو میں پیر پر مسح لکھا ہے۔ مگر کہیں بھی نماز میں ہاتھ باندھنے کا ذکر نہیں ہے۔ چنانچہ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۴۲۷ مکمل طور پر الفصل الثاني في أرکان الصلاۃ وفیه فرعان : لفرع الأول في صفة الصلاۃ وأرکانها مجتمعة کے عنوان سے یوں لکھا ہے

پہلی حدیث یوں ہے:-

کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۴۲۷ سلسلہ ۱۹۶۲۶ :-إذا قمت إلی الصلاۃ فأسبغ الوضوء ثم استقبل القبلة فکبر ثم اقرأ ما تیسر معک من القرآن ثم ارکع حتی تطمئن راکعا ثم ارفع حتی تستوي قائما ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تطمئن جالسا ثم اسجد حتی تطمئن ساجدا ثم ارفع حتی تستوي قائما ثم افعل في صلاتک کلها (أخرجه مسلم في صحیحه کتاب الصلاۃ باب وجوب قرائة الفاتحة رقم (۴۶ (ص) ہ عن أبي هریرۃ) أخرجه الترمذي کتاب أبواب الصلاۃ باب ما جاء في وصف الصلاۃ رقم (۳۰۲ (وقال حسن ص) عن رفاعة البدري)

یعنی جس وقت کہ کھڑا ہو تو نماز کے لئے پس پہلے وضو مکمل کر، اور رو بہ قبلہ کھڑا ہو پھر تکبیر کہے پھر کوئی آسان جو تیرے لئے سورہ ہیں اُس کو پڑھے پھر رکوع میں جائے پھر رکوع سے سر کو اُٹھا یہاں تک سجدہ میں جائے، اطمنان قلب کے ساتھ سجدہ کرے سر کو اُٹھائے پھر سجدہ کرے۔ پھر سر کو اُٹھائے پھر بیٹھے۔ اور اُس کے بعد روایتیں ہیں کہ پھر کھڑا ہو، اور پوری نماز تمام کر۔

اسی کتاب کے اسی صفحہ میں سلسلہ ۱۹۶۲۸ :-

إنها لا تتم صلاة أحدكم حتى يسبغ الوضوء كما أمره الله فيغسل وجهه ويديه إلى المرفقين ويمسح رأسه ورجليه إلى الكعبين ثم يكبر الله ويحمده ويمجده ويقرأ ما تيسر من القرآن مما علمه الله وأذن له فيه ثم يكبر فيركع فيضع كفيه على ركبتيه حتى تطمئن مفاصله وتسترخي فيرفع ثم يقول سمع الله لمن حمده فيستوي قائما حتى يأخذ كل عظم مأخذه ويقيم صلبه ثم يكبر فيسجد فيمكن جبهته من الأرض حتى تطمئن مفاصله وتسترخي ثم يكبر فيرفع رأسه فيستوي قاعدا على مقعدته ويقيم صلبه ثم يكبر فيسجد حتى يمكن وجهه ويسترخي لا تتم صلاة أحدكم حتى يفعل ذلك ـ(أخرجه أبو داود كتاب الصلاة باب صلاة من لا يقيم صلبه في الركوع والسجود رقم (843 (ص) ن ه ک عن رفاعة بن رافع) الإكمال۔

یعنی فرمایا رسول اللہ ﷺ وآلہ نے یہ کہ تم میں سے کسی کی نماز مکمل نہیں ہوگی جب تک کہ اس طرح پڑھی جائے۔ پھلے ایسے وضو کرے جیسا کہ اللہ نے حکم دیا کہ: اپنا منہ دھوئے، پھر دونوں ہاتوں کی کہنیوں تک دھوئے۔ پھر اپنے سر پر مسح کرے اور پیروں پر کعبین (ٹخنوں) تک مسح کرے۔ پھر تکبیر کہے اور اُس کی حمد کرے اور قرآن کے سوروں (حمد اور کوئی دوسرا سورہ) پڑھے پھر تکبیر کہے پھر رکوع کرے پھر سمع اللہ لمن کہ کر سجدہ میں جائے اور زمین پر اپنی پیشانی رکھے، پھر سر اُٹھائے اور بیٹھے پھر تکبیر کہے پھر سجدہ کرے دوسرا۔ جب تک ایسا نہ کرے گا تب تک اُس کی نماز مکمل نہیں ہے۔ یہ حدیث کئی معتبر کتابوں میں مذکور ہے: کنز العمال ج ۷ ص ۴۲۷ سلسلہ ۱۹۶۲۸۔ فتح الباری ج ۲ ص ۲۳۰، ج ۱۰ ص ۷۱؛ السنن الکبری البیهقی ج ۱ ص ۴۴؛ المعجم الکبیر طبرانی ج ۵ ص ۳۸، مسند أبی داؤد سلیمان بن داؤد ص ۲۲۔ اُسد الغابة ج ۵ ص ۱۵۶ ترجمه أبو جبیر (عربی) اس کتاب کا اردو ترجمہ ہوا اُس میں اَبوجبیر کے حالات میں صرف اتنا لکھا کہ انہوں نے رسول اللہ سے نماز کا اور وضو طریقہ پوچھا تو آپؐ نے بتلایا۔ اگر اس مذکورہ حدیث سے یہ ثابت نہ ہوتا تو مترجم تحریف نہ کرتے بلکہ جیسا عربی کتاب میں ہے اس کا ترجمہ مکمل کرتے خیانت نہ کرتے۔

کہ رسول اللہ ﷺ وآلہ نے وضو میں سر اور پیر کا مسح کیا۔

زمین پر سجدہ کیا۔

اور تیسرے یہ کہ اس طریقے میں کہیں بھی ہاتھ باندھنا نہیں ہے۔